دعا اور اس کے آداب

مدیر کے قلم سے

[''کشف الباری'' شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہم کے درسی افادات پر مشتمل صحیح بخاری شریف کی اردو زبان میں سب سے جامع اور مقبول شرح ہے، جس کی اب تک دس جلدیں طبع ہو کر منظرِ عام پر آچکی ہیں، اس کی زیرِ طبع نئی جلد کتاب الاستئذان اور کتاب الدعوات پر مشتمل ہے، کتاب الدعوات پر لکھا گیا مقدمہ نذرِ قارئین ہے] ——— (مدیر)

دعا مومن کا ہتھیار، عبادت وبندگی کا نچوڑ، دلِ دردمند کا درماں اور قلبِ مضطرب کا سہارا ہے...... جب سارے ظاہری سہارے جواب دے جائیں، توقعات کے روزن اور امیدوں کے دریچے بند ہو جائیں...... تمنا کی ہری شاخ، حسرتوں کے بے رنگ کانٹے کا روپ دھار لے، ہر سمت اندھیرا چھا جائے...... مایوسی کے عالم میں بندۂ مومن کے پاس ایک دعا ہی کی قندیل رہ جاتی ہے، وہ ہاتھ اٹھاتا ہے، رب کی بارگاہ میں جاتا ہے، لجاجت کے ساتھ گڑگڑاتا ہے...... فلک سے رحم لانے اور بخشش پانے کے لیے اس کے والہانہ نالے اٹھتے، اس کی آہیں بلند ہوتی، اس کی اشکیں رواں ہوتی اور اس کی فریادی نوائیں نکلتی ہیں...... اس کے من میں اپنے کرتوتوں، شیطان کے چرکوں، نفس کے زخموں کی کسک کا احساس تازہ ہو جاتا ہے...... اس کے دل میں جھوٹے خداؤں سے توقعات کی حماقتوں، زمانے کی بے وفائیوں، راستہ کی صعوبتوں، منزل کی دشواریوں اور زندگی کی شکایتوں کا درد جاگ اٹھتا ہے ...... جذبات کے تلاطم میں اس کی لڑکھڑاتی زبان ''ربی ربی'' (میرے رب، میرے اللہ) سے آگے بڑھنے نہیں پاتی ...... احساسات کا ریلہ لفظوں کی شکل اختیار کرنے کی بجائے ہچکیوں کا رخ کر لیتا ہے اور سرکشی کی منہ زور موجیں، شکستگی کے ساحل سے ٹکرا کر فنا ہو جاتی ہیں، وہ ڈرتا بھی ہے اور مانگتا بھی ہے، کپکپاتا بھی ہے اور پکارتا بھی ہے، اسے خوف بھی رہتا ہے اور امید بھی کہ خوف ورجا اور امید وبیم کی یہ کیفیت ایمان کی نشانی ہے، اسے یقین ہوتا ہے کہ اس در کا بھکاری بننے میں قسمت کی سکندری اور بے نوائی کی یاوری ہے، شکستگی کی یہی ادا بندگی کی معراج، بندہ وخالق کے درمیان عجز ونیاز اور نصرت خداوندی وصول کرنے کا موثر ذریعہ ہے، حدیث قدسی ہے، اللہ کہتا ہے: ''میں ٹوٹے

دلوں کے ساتھ ہوں''(۱)......دل ٹوٹتا ہے، آرزو شکست کھاتی ہے اور تمناؤں کا آئینہ ریزہ ریزہ ہوکر بکھرتا ہے تو عجز وبندگی کا جوہر چمکنے لگتا ہے:

تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے تیرا آئینہ ہے وہ آئینہ
گر شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں

ویسے تو ہر شخص اپنی زبان میں اپنی فہم اور اپنی ضرورت کے مطابق اللہ کی ذات سے دعائیں کرتا ہے لیکن احادیث کے مبارک ذخیرے میں جو دعائیں پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہیں، ان کی فصاحت و بلاغت، ان کی سلاست وروانی، ان کی جامعیت وشیرینی اور ان کی برجستگی وبے ساختگی کو دیکھ کر بلاشبہ کہا جاسکتا ہے کہ آسمانی کتابوں اور صحیفوں کے علاوہ اس قدر خوب صورت کلام کی کوئی اور نظیر نہیں، دنیا کی کوئی خیر وبھلائی ایسی نہیں جوان میں مانگی نہ گئی ہو، کوئی ایسا شر نہیں جس سے پناہ طلب نہ کی گئی ہو......ان دعاؤں میں ہر ضرورت اور ہر بھلائی کا احاطہ کیا گیا ہے، ہر طرح کی پریشانی سے نجات کے لئے وظیفہ سکھایا گیا ہے، ہر مقام کی مناسبت سے ذکر کی تلقین کی گئی ہے، یہ اس قدر مؤثر اور بابرکت دعائیں ہیں کہ اگر آدمی ان کا اہتمام کرلے تو اس کے شب وروز کی ساری ساعتیں اللہ کے ذکرومناجات سے معطر معطر ہوجائیں گی......بقول مولانا ابوالحسن علی ندوی:

''یہ دعائیں مستقل معجزات اور دلائل نبوت ہیں، ان کے الفاظ شہادت دیتے ہیں کہ ایک پیمبر ہی کی زبان سے نکلے ہیں، ان میں نبوت کا نور ہے، پیغمبر کا یقین ہے ''عبد کامل'' کا نیاز ہے، محبوب رب العالمین کا اعتماد وناز ہے، فطرتِ نبوت کی معصومیت وسادگی ہے، دل دردمند وقلب مضطر کی بے تکلفی وبے ساختگی ہے، صاحب عرض وحاجت مند کا اصرار واضطرار بھی ہے اور بارگاہ الوہیت کے ادب شناس کی احتیاط بھی، دل کی جراحت اور درد کی کسک بھی ہے اور چارہ ساز کی چارہ سازی اور دل نوازی کا یقین وسرور بھی''۔

ذرا دیکھئے، زبانِ رسالت سے لرزلرز کر اداشدہ یہ بلیغ دعا کس عالم میں کہی گئی ہے اور دریائے رحمت میں

---

(۱) ولفظه "أنا عند المنكسرة قلوبهم من أجلي" ذكره السخاوي في المقاصد الحسنة، ص: ١٠٦.

قال العجلوني: "قال في المقاصد: ذكره في البداية للغزالي، وقال القاري عقبه: ولا يخفى أنّ الكلام في هذا المقام لم يبلغ الغاية، قلت: وتمامه "وأنا عند المندرسة قلوبهم لأجلي"، ولا أصل لهما في المرفوع انتهى". كشف الخفا (١/٢٠٣)، رقم ٦١٤

اس نے کس قدر ہلچل پیدا کی ہوگی:

"اَللّٰهم إنك تسمَعُ كلامي، وَتَرى مكاني، وتَعلمُ سِرّي وعلانيتي، لا يَخفَى عليك شيءٌ من أمري، أنا البائسُ الفقيرُ، المُستغيثُ المُستجيرُ، الوَجِلُ المُشفِقُ، المُقِرُّ المعترف بذنوبي، أسألك مسألةَ المسكينِ، وأبتهِلُ إليك ابتِهالَ المُذنِبِ الذليلِ، وأدعوك دعاءَ الخائفِ الضَّرِيرِ، ودعاءَ من خَضعَتْ لك رَقبتهُ، وفاضته لك عيناه، وذَلَّ لك جسمُه، وَرغِمَ لك أنفُه ...... اللهم لاتَجعلْنِي بدعائك شقياً، وكن بي رؤوفاً رحيماً، يا أرحَمَ الراحمين، يا أرحَمَ الراحمين، يا أرحَمَ الراحمين!"(٢).

''میرے اللہ! تو میری نوا سن رہا ہے اور میرا مقام دیکھ رہا ہے، میرا باطن وظاہر جانتا ہے، میرا کوئی معاملہ تجھ سے پوشیدہ نہیں، میں مصیبت زدہ، محتاج، فریادی، پناہ جو، لرزاں وترساں اپنے گناہوں کا معترف واقراری، مسکین کی طرح تجھ سے سوالی ہوں اور گناہگار عاجز کی مانند گڑگڑاتا ہوں، میں تجھ سے دعا مانگ رہا ہوں، اس دکھی، لرزیدہ شخص کی سی دعا جس کی گردن تیرے سامنے خم ہوئی، جس کے آنسو تیرے لئے بہے، جس کا جسم تیری بندگی کے لئے جھکا اور جس کی ناک تیرے لئے خاک آلود ہوئی...... میرے رب! میرے اللہ! مجھے اس دعا میں محروم نہ کرنا میرے ساتھ شفقت اور کرم کا معاملہ فرما...... اے ارحم الراحمین...... اے ارحم الراحمین......''

جب ایمان کی اس کیفیت، عجز وبندگی کے اس احساس اور بے اعتدالیوں پر ندامت کے ان جذبات کے ساتھ بندۂ مومن دعا کرتا، رب سے مانگتا اور اس کے حضور ہاتھ پھیلاتا ہے، تب رحمت کے بادل برستے، برکتوں کے قفل کھلتے اور نصرت کے دروازے وا ہوتے ہیں...... دل کا بوجھ ہلکا اور باطن کا غبار چھٹتا ہوا محسوس ہوتا ہے...... بعض نادانوں کو شکایت ہوتی ہے کہ دعا کر کے تھک گئے، قبول ہی نہیں ہوتی...... یہ غلط فہمی ہے، حقیقت یہ ہے کہ اس دربار میں کوئی صدا رائیگاں نہیں جاتی، اگر مصلحت کی وجہ سے کوئی دعا دنیا میں قبول نہیں ہوتی تو آخرت کے لئے ذخیرہ

---

(٢) أخرجه الطبراني في المعجم الصغير، ص: ١٤٤، وأورده الهيثمي في مجمع الزوائد: ٣/٢٥٢. وفي المجمع: "يا خير المسؤولين، وياخير المعطين" مكانَ: "ياأرحم الراحمين......".

کردی جاتی ہے یا اس کے عوض آنے والی کوئی آفت ٹال دی جاتی ہے اور یا قبول تو ہو جاتی ہے لیکن مصلحتاً اس میں تاخیر کردی جاتی ہے...... (۳)۔

دعا صرف بڑی حاجتوں کے حل کرنے کا نسخہ نہیں، بلکہ چھوٹی چھوٹی ضرورتوں اور ہلکی پریشانیوں کے لئے بھی، اسی رب کی بارگاہ کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا گیا ہے، حدیث میں ہے کہ کسی کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے اس کے لئے بھی اللہ سے دعا کرنی چاہیے (۴)۔

آدابِ دعا

قرآن وحدیث سے ماخوذ، دعا کے کچھ آداب ہیں، جن کی رعایت کی جائے تو دعا کی قبولیت یقینی ہو جاتی ہے اور اس کے جلد مقبول ہونے کے امکانات روشن ہو جاتے ہیں، امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی کتاب الدعوات کے مختلف ابواب میں ان آداب کی طرف اشارہ فرمایا ہے، یہاں ان آداب کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے:

❶ باوضو ہو کر دعا کرنا، آداب دعا میں سے ہے، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دعا کی درخواست کی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پانی منگوایا، وضو کیا اور پھر دونوں ہاتھ بلند کرکے دعا فرمائی (۵)............ اس روایت سے ایک ادب دعا کا معلوم ہوا لیکن ظاہر ہے، یہ اسی وقت ممکن ہے جب وضو کے لئے وقت ہو، جہاں وضو کا موقع نہ مل سکے، اس کے بغیر بھی دعا کی جاسکتی ہے۔

❷ قبلہ رخ ہو کر دعا کرنا بھی، آدابِ دعا میں سے ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے آگے مستقل باب قائم کیا ہے، "باب الدعاء مستقبل القبلة" اس باب سے اسی ادب کی طرف اشارہ فرمایا ہے، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کئی احادیث کے اندر قبلہ رخ ہو کر دعا کا ثبوت ملتا ہے، صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے:

---

(۳) لما رواه أبو سعيد الخدري رضي الله عنه، قال: قال رسول رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "ما من مسلم يدعو بدعوة ليس فيها إثم قطيعة رحم إلا أعطاه الله بها إحدى ثلاث: إما أن يعجل له دعوته، وإما أن يدخر له، وإما أن يكف عنه من السوء بمثلها" قالوا: إذن نكثر؟ قال: "الله أكثر" (الجامع لأحكام القرآن: ۲/۳۲۰)

(٤) "لفظه عن أنس رضى الله عنه: ليسألك أحدكم ربه حاجته كلها، حتى يسأل شِشْعَ نعله إذا انقطع". (سنن الترمذى، كتاب الدعوات، باب يسأل الحاجة وإن صغرت)

(٥) صحيح البخاري، كتاب الدعوات، باب الدعاء عندا لوضوء، رقم الحديث: ٦٣٨٣

"استقبل النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم الكعبة، فدعا على نفر من قريش"(٦).

یعنی: ''نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کعبہ کی طرف رخ فرمایا اور قریش کی ایک جماعت کے خلاف بددعا کی''۔

❸ دعا کے اندر ہاتھ اٹھانا بھی آداب میں سے ہے، صحیح بخاری کی روایت ہے:

"رفع النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يديه، فقال: اللهم إني أبرأ إليك مما صنع خالد"(٧).

یعنی: ''نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا کی ''اے اللہ! میں خالد بن ولید کے عمل سے براءت کرتا ہوں''۔

اور سنن ترمذی اور سنن ابی داود میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إن الله حيي كريم يستحي إذا رفع الرجلُ إليه يديه أن يردهما صِفراً خائبتين"(٨).

یعنی: ''اللہ جل شانہ کی ذات بڑی باحیا اور سخی ہے، جب بندہ اپنے دونوں ہاتھ اس کی بارگاہ میں اٹھاتا ہے تو انہیں خالی اور محروم لوٹاتے ہوئے اسے شرم آتی ہے''۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الدعوات میں "باب رفع الأيدي في الدعاء" قائم کرکے، اسی ادب کو ثابت کیا ہے۔

ہاتھ اٹھانے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اوپر کی طرف ہوں، سنن ابی داود کی

---

(٦) صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب دعاء النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم على كفّار قريش .... رقم الحديث: ٣٩٦٠

(٧) صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب بعث النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم خالد بن الوليد إلى بني جذيمة، رقم الحديث: ٤٣٣٩

(٨) سنن الترمذي، كتاب الدعوات، باب بلاعنوانٍ، (رقم الحديث: ٣٥٥٦): ٥٥٦/٥، ٥٥٧ وسنن أبي داود، كتاب الصلوة، باب الدعاء، (رقم الحديث: ١٤٨٨): ٧٨/٢، واللفظ للترمذيّ.

روایت میں ہے:"إذا سألتم الله فاسألوه ببطون أكفكم، ولا تسألوه بظهورها"(۹).

(جب تم اللہ تعالیٰ سے مانگو تو ہتھیلیوں کے اندرونی حصوں کو سامنے کرکے مانگو،

ہاتھوں کو الٹا کرکے نہ مانگو)

ہاتھوں کو کندھوں کی برابری تک بلند کیا جائے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت، امام ابوداود نے نقل فرمائی ہے:"المسألة أن ترفع يديك حذو منكبيك أو نحوهما"(۱۰).(دعا اور سوال کرتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر یا اس کے قریب تک اٹھایا جائے)

اور صحیح بخاری میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:"دعا النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، ثم رفع يديه، وقال: ورأيت بياض إبطيه"(۱۱).(نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تو آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور میں نے آپ کی بغل کی سفیدی دیکھی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا، ہاتھوں کو خوب پھیلایا جائے،"والابتهال أن تمد يديك جميعاً"(۱۲) یعنی عاجزی اور الحاح وزاری یہ ہے کہ آپ اپنے دونوں ہاتھ پھیلادیں۔

۴ دعا سے پہلے اور دعا کے آخر میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور درود شریف پڑھنا بھی آدابِ دعا کا ایک اہم ادب ہے، سنن ترمذی میں، حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، ایک صاحب داخل ہوئے، نماز پڑھی اور ان الفاظ کے ساتھ دعا کرنے لگے"اللهم اغفرلي وارحمني" رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا"اے نمازی! تم نے جلدی کی، جب تم نماز پڑھنے کے بعد بیٹھو تو اللہ تعالیٰ کی شایانِ شان حمد بیان کرو، درود شریف پڑھو اور پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کرو"......اس کے بعد ایک دوسرے صاحب آئے، انہوں نے نماز کے بعد اللہ کی حمد وثنا بیان کی، درود شریف پڑھا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو مخاطب کرکے فرمایا "أيها المصلي، ادع تُجَب" (اے نمازی! دعا کریں، آپ کی دعا قبول کی جائے گی)(۱۳)۔

---

(۹) سنن أبي داود، كتاب الصلوة، باب الدعاء، (رقم الحديث: ۱٤۸٦): ۷۸/۲

(۱۰) سنن أبي داود، كتاب الصلوة، باب الدعاء، (رقم الحديث: ۱٤۸۹): ۷۹/۲

(۱۱) صحيح البخاري، كتاب الدعوات، باب رفع الأيدي في الدعاء، ص: ۱٦۰۲

(۱۲) سنن أبي داود، كتاب الصلوة، باب الدعاء، (رقم الحديث: ۱٤۸۹): ۷۹/۲

(۱۳) سنن الترمذي، (رقم الحديث: ۳٤۸٦) : ۲۸۲/۵، وسنن النسائي، (رقم الحديث: ۱۲۸٤): ٤٤/۳، ومسند الإمام أحمد: ۱۸/٦

اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف بارگاہِ الٰہی میں رد نہیں ہوتا اور یہ بات اللہ تعالیٰ کی شان کریمی سے بعید ہے کہ دعا کے اول وآخر حصہ کو قبول فرمالے اور درمیان میں اپنے بندے کی مانگی گئی حاجت کو رد فرمادے، اس لئے دعا کے اول وآخر میں اللہ تعالیٰ کی حمد اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود دعا کی قبولیت کو یقینی بنادیتا ہے (۱۴)۔

۵ دعا سے پہلے، اپنے عجز، اپنی کوتاہیوں اور اپنے گناہوں کا اعتراف بھی، آدابِ دعا میں سے ہے، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إن اللّٰه ليعجب من العبد، إذا قال: لا إله إلا أنت، إني قد ظلمت نفسي، فاغفرلي ذنوبي، إنه لايغفر الذنوب إلا أنت، قال عبدي عرف أن له ربا يغفر ويعاقب"(١٥).

یعنی: "اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کی یہ ادا بڑی پسند ہے، جب وہ "لا إله إلا أنت إني قد ظلمت نفسي فاغفرلي ذنوبي إنه لايغفر الذنوب إلا أنت" کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، میرے بندے کو معلوم ہے کہ اس کا ایک رب ہے، جو بخشتا ہے اور سزا دیتا ہے"۔

۶ دعا دل کے اس یقین کے ساتھ کرنی چاہیے کہ وہ بارگاہِ الٰہی میں قبول ہوگی اور رد نہیں کی جائے گی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے:

"ادعوا اللّٰه، وأنتم موقنون بالإجابة، واعلموا أن اللّٰه لا يستجيب دعاءً من قلب غافلٍ لاهٍ"(١٦).

(دعا کرو، اس یقین کے ساتھ کہ تمہاری دعا قبول ہوگی اور یہ بات جان لو کہ اللہ جل شانہ لاپرواہ غافل دل کی دعا قبول نہیں فرماتے)۔

اسی طرح دعا مکمل عزم وپختگی اور دوٹوک الفاظ کے ساتھ ہونی چاہیے، شک اور تردد کے ساتھ دعا قبول

---

(١٤) "قال السيوطي رحمه اللّٰه في جلاء الأفهام":

(١٥) أخرجه أحمد في مسنده: ٩٧/١، ١١٥، ١٢٨، من حديث علي رضي اللّٰه تعالىٰ عنه.

(١٦) سنن الترمذي، كتاب الدعوات، (رقم الحديث: ٣٤٧٩): ٥١٧/٥

نہیں ہوسکتی، امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الدعوات میں، اس پر مستقل باب قائم فرمایا، "باب لیعزم المسألة، فإنه لامکره له" اور اس کے تحت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ تم میں سے کوئی یوں دعا نہ کرے کہ "اے اللہ! اگر تو چاہے تو میری مغفرت فرما، بلکہ پورے عزم و پختگی کے ساتھ دعا کرے"۔

۷ دعا کے الفاظ کو تین بار یا بار بار دہرانا بھی آدابِ دعا میں سے ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری اور مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں "وکان إذا دعا، دعا ثلاثا، وإذا سأل، سأل ثلاثاً"(۱۷). (یعنی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دعا کرتے اور مانگتے تو تین بار دعا کرتے اور مانگتے)

سنن ابن ماجہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اللہ سے تین مرتبہ جنت مانگے تو جنت کہتی ہے: "اے اللہ! اسے جنت میں داخل کردے" اور جو شخص تین بار جہنم سے پناہ مانگے تو جہنم کہتی ہے: "اے اللہ! اسے جہنم سے بچالے" (۱۸)۔

۸ دعا خوب گڑگڑا کر، آہ وزاری کے ساتھ کرنی چاہیے، قرآن کریم میں اسی کا حکم دیا گیا ہے "ادعوا ربکم تضرعا وخفية"(۱۹). (تم اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر اور آہستگی کے ساتھ مانگو)۔

خود سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اللہ کے حضور گڑگڑاتے اور آہ وزاری کے ساتھ دعا فرماتے کہ یہی شانِ عبدیت ہے۔ حضرت عبداللہ بن بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> أتيت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وهو يصلي، ولجوفه أزيز كأزيز المرجل(۲۰).
>
> یعنی: "میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا، آپ نماز میں مشغول تھے اور آپ کے سینے سے ایسی آواز نکل رہی تھی جیسے ہنڈیا کے ابال کے وقت نکلتی ہے"۔

---

(۱۷) صحيح مسلم، كتاب الجهاد والسير، باب مالقي النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من أذى المشركين والمنافقين، رقم الحديث: ٤٦٤٩

(۱۸) سنن ابن ماجه، أبواب الزهد، باب صفة الجنة، رقم الحديث: ٤٣٤٠

(۱۹) سورة الأعراف: ٥٥

(۲۰) سنن النسائي، أبواب السهو، باب البكاء في الصلوة، رقم الحديث: ١٢١٥

امام مسلم رحمہ اللہ نے صحیح مسلم میں، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے راویت نقل کی ہے، وہ فرماتے ہیں:

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ تَلَا قَوْلَ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ اِبْرَاھِیْمَ رَبِّ اِنَّھُنَّ اَضْلَلْنَ کَثِیْرًا مِنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ الآیۃ وَقَالَ عیسی عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُکَ وَ اِنْ تَغْفِرْلَھُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ط فَرَفَعَ یَدَیْہِ وَقَالَ اَللّٰھُمَّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ وَبَکٰی فَقَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَ جَلَّ یَا جِبْرِیْلُ اِذْھَبْ اِلٰی مُحَمَّدٍ وَ رَبُّکَ اَعْلَمُ فَسَلْہُ مَا یُبْکِیْکَ فَاَتَاہُ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ فَسَأَلَہٗ فَاَخْبَرَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ بِمَا قَالَ وَھُوَ اَعْلَمُ فَقَالَ اللّٰہُ یَا جِبْرِیْلُ اِذْھَبْ اِلٰی مُحَمَّدٍ فَقُلْ اِنَّا سَنُرْضِیْکَ فِیْ اُمَّتِکَ وَلَا نَسُوْءُکَ(۲۱)

”نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول (رب انھن اضللن کثیراً......) پڑھا۔ یعنی: ”اے میرے رب! بے شک ان بتوں نے بہت سارے لوگوں کو گمراہ کیا ہے۔ پس جس نے میری اتباع کی وہ مجھ سے ہے اور جو میری نافرمانی کرے تو بے شک تو بہت زیادہ معاف کرنے والا اور بہت رحم فرمانے والا ہے“۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول (ان تعذبھم فانھم عبادك ..... یعنی اے اللہ! اگر تو انہیں عذاب دے تو یہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو انہیں معاف کرے تو تو غالب اور حکمت والا ہے......)“ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ

---

(۲۱) صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب دعاء النبي صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم لأمتہ .... رقم الحدیث: ۴۹۹

اٹھائے اور کہنے لگے، اے اللہ! میری امت میری امت!! اور رو پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے جبرئیل! محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ، ان سے پوچھو کہ کس چیز نے تم کو رُلایا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کو حقیقت خوب معلوم تھی۔ جبرئیل علیہ السلام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئے اور سوال کیا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو حقیقت بتلائی، پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، اے جبرئیل! محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم تم کو تمہاری امت کے بارے میں خوش کر دیں گے، تمہیں ناراض نہیں کریں گے"۔

اس کے علاوہ اور بھی کئی احادیث میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رونے، گڑگڑانے اور اپنے رب سے آہ وزاری کر کے اپنی دعا اور اپنی مراد منوانے کا ذکر ملتا ہے، بہر حال دعا کے اندر رونا، گڑگڑانا اور رب کے حضور آنسو بہانا، دعا کو قبولیت کے قریب کر دیتا ہے اور دریائے رحمت کو متحرک اور عنایت الٰہی کو متوجہ کرنے کا سبب بنتا ہے۔

۹ دعا، آہستگی اور دھیمی آواز میں کرنی چاہیے، چیخ چیخ کر اور شور و ہنگامہ کے ساتھ دعا کرنا، آدابِ دعا کے خلاف ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: ﴿ادعوا ربکم تضرعا وخفیة﴾. اس آیتِ کریمہ میں آہستگی کے ساتھ دعا کا حکم دیا گیا ہے۔

۱۰ دعا کا ایک اہم ادب یہ ہے کہ دعا کرتے ہوئے انسان اکتاہٹ اور بے صبری کا شکار نہ ہو، قبولیتِ دعا کے سلسلے میں جلد بازی، بے صبری اور اکتاہٹ کا اظہار کرنا، دعا کو غیر مقبول بنانے کا سبب بن سکتا ہے، دعا تسلسل، استقامت اور دوام کے ساتھ کرنی چاہیے اور کسی موقع پر یہ نہیں کہنا چاہیے کہ میں دعا تو کر رہا ہوں لیکن قبول نہیں ہو رہی، چنانچہ صحیح مسلم اور سنن ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ بندہ جب تک جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرے، اس کی دعا قبول کی جاتی ہے، جلد بازی کا مطلب جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ آدمی یوں کہے کہ "میں نے بڑی دعائیں مانگیں لیکن میرا خیال ہے کہ میری دعائیں قبول نہیں ہوتیں" (۲۲)۔

---

(۲۲) صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب بیان أنه یستجاب للداعي ما لم یعجل رقم الحدیث: ۲۷۳۵، وسنن الترمذي، کتاب الدعوات، باب ماجاء في من یستعجل في دعائه، رقم الحدیث: ۳۳۸۷.

۱۱ دعا کا آخری ادب یہ ہے کہ دعا سے فراغت کے بعد دونوں ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لیا جائے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرمایا:

"سلوا الله ببطون أكفكم، ولا تسألوه بظهورها، فإذا فرغتم فامسحوا بها وجوهكم"(۲۳).

یعنی: "ہاتھ کے اندرونی حصے کو پھیلا کر اللہ سے مانگو اور جب فارغ ہو جاؤ تو دونوں ہاتھوں کو چہرے پر پھیر دو"۔

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت، امام ترمذی رحمہ اللہ نے نقل کی ہے:

"كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم إذا رفع يديه في الدعاء لم يحطهما حتى يمسح بهما وجهه"(٢٤)۔

"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دعا میں ہاتھ اٹھاتے تو نیچے نہیں کرتے جب تک چہرے پر پھیر نہ لیتے"۔

ان آداب کی رعایت کر کے اگر دعا کی جائے گی تو انشاء اللہ بارگاہِ الٰہی سے وہ رد نہیں کی جائے گی۔

البتہ یہ بات پیش نظر رہے کہ ان آداب کے ساتھ ساتھ، قبولیتِ دعا کی اس شرط کا بھی خیال رکھا گیا ہو کہ دعا کرنے والا حرام خور نہ ہو، جس شخص کی غذا، لباس اور ذریعۂ معاش حرام ہو، اس کی دعا قبول نہیں ہوتی، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث ہے:

"الرجل يطيل السفر أشعث أغبر يمد يديه إلى السماء ويقول: يا رب يا رب، ومطعمه حرام، ومشربه حرام، وملبسه حرام، وغذي بالحرام،

---

(٢٣) سنن أبي داود، كتاب الصلوة، باب الدعاء، (رقم الحديث: ١٤٨٥): ٧٨/٢

(٢٤) سنن الترمذي، كتاب الدعاء، باب ماجاء في رفع الأيدي عندالدعاء، (رقم الحديث: ٣٣٨٦): ٤٨/٥، ٤٩

(٢٥) الصحيح لمسلم، كتاب الزكوة، باب قبول الصدقة من الكسب الطيب وتربيتها، رقم ٢٣٤٦، وسنن الترمذي، أبواب تفسير القرآن، رقم: ٢٩٨٩، وسنن الدارمي، كتاب الرقاق، باب في أكل الطيب (٣٨٩/٢)، رقم: ٢٧١٧، ومسند الإمام أحمد بن حنبل: ٣٢٨/٢

فأني يستجاب لذلك"(٢٥).

یعنی: ''ایک آدمی طویل سفر کاٹ کر بکھرے ہوئے بالوں اور پراگندہ پریشان حالت و ہیئت کے ساتھ، آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر ''یارب یارب'' کہہ کر دعا مانگتا ہے (جس کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرمادے) لیکن اس کا کھانا، اس کا پینا اور اس کا پہننا حرام ہوتا ہے، حرام مال سے وہ پلا بڑھا ہوتا ہے، ایسی صورت میں اس کی دعا کیونکر قبول ہوگی؟''

اور آخر میں مشہور بزرگ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ کا ایک قول نقل کیا جاتا ہے، حضرت سے کسی نے پوچھا کہ ہم دعا کرتے ہیں، لیکن ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں، انہوں نے فرمایا:

"لأنكم عرفتم الله فلم تطيعوه، وعرفتم الرسول، فلم تتبعوا سنته، وعرفتم القرآن فلم تعملوا به، وأكلتم نعم الله فلم تؤدوا شكرها، وعرفتم الجنة، فلم تطلبوها، وعرفتم النار، فلم تهربو منها، وعرفتم الشيطان، فلم تحاربوه ووافقتموه، وعرفتم الموت، فلم تستعدوا له، ودفنتم الأموات فلم تعتبروا، وتركتم عيوبكم، واشتغلتم بعيوب الناس"(٢٦).

یعنی: ''تم کو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہے لیکن اس کی اطاعت نہیں کرتے ہو، اللہ کے رسول کی پہچان ہے لیکن اس کی سنتوں کی اتباع نہیں کرتے ہو، قرآن کریم کو سمجھنے کے باوجود اس پر عمل نہیں کرتے ہو، اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کھاتے ہو لیکن شکر ادا نہیں کرتے، جنت سے واقف ہو لیکن اسے طلب نہیں کرتے، جہنم کو جانتے ہو لیکن اس سے بھاگتے نہیں ہو، شیطان کی دشمنی معلوم ہونے کے باوجود اس سے لڑتے نہیں، بلکہ اس کی موافقت کرتے ہو، موت کی حقیقت معلوم ہونے کے باوجود اس کے لئے تیاری نہیں کرتے اور مردوں کو دفنانے کے باوجود عبرت حاصل نہیں کرتے ہو، اپنے عیوب تمہاری نظروں سے اوجھل ہیں اور لوگوں کے عیوب میں تم نے اپنے آپ کو مشغول کر رکھا ہے!''

☆☆......☆☆

---

(٢٦) الجامع لأحكام القرآن للقرطبي: ٣١٢/٢